اختلافِ آئمہ اور امت کے لیے سہولت

حافظ ذوالفقار علی

ABSTRACT:

Stability and everlasting are key attributes of Islamic Shariah.These qualities require flexibility and relaxation. This flexibilityappears in the shape of view differences in various schools of thought. The view differences in Islamic Fiqh does not mean at all that theseare controversial or source of mutual conflicts,but all views points are follow able inifferent circumstances.The opions-differ in Fiqha brings out many ways of act upon Islamic commands.Most of the prominent Islamic scholars liked this opicnions-differ and declared it as Allah's mercy upon this Ummah.

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کا حسن اختلاف اور تنوع میں رکھا ہے۔ یہ اختلاف ہمیں چہار سُو پھیلا نظر آتا ہے۔ ایک ہی زمین میں ایک ہی پانی سے نشوونما پا کر اگنے والے پودے اور ان کے پھل، پھول، ٹہنیاں اور پتیاں، رنگ، خوشبو اور ذائقے مختلف ہیں۔ اس دنیا میں کروڑوں انسان ہیں مگر ان میں شکل وصورت اور مزاج کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ چند مربع انچ کے چہرہ کے خدوخال ہر انسان کے مختلف ہیں۔ حتی کہ ہاتھ کے انگوٹھے کا آخری پور جو کہ اوسطاً ایک ڈیڑھ انچ کا ہے، اس کی لکیریں کروڑوں انسانوں کی آپس میں یکساں نہیں ہیں۔ ایک ہی ماں اور باپ کی اولاد کی عادات واطوار اور پسند ناپسند میں اختلاف نظر آتا ہے، علیٰ ہذا القیاس۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں اس اختلاف کا پایا جانا اس کے محمود اور مطلوب ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (۱)

”اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قبیلے بنا دیے تاکہ تم پہچانے جاؤ۔“

تمام انسانوں کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کر کے تعارف وشناخت کی غرض سے ان کو

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ وعربی، گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی فیصل آباد

خاندانوں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا۔ اس مقصد کی غرض سے صرف خاندان اور قبیلوں کی تقسیم ہی نہیں بلکہ ایک دوسرے زاویے سے دیکھا جائے تو دنیا کے تمام شناختی نظام (انگلیوں کے نشانات، آنکھوں کی شناخت کا عمل، چہرے کے خدوخال وغیرہ) بھی 'لتعارفوا' کی تشریح وتعبیر میں داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کو مختلف صورتیں، متنوع اسباب ووسائلِ حیات اور کئی اقسام کی نعمتیں عطا کی ہیں، وہاں ہر فرد کی سوچنے، سمجھنے، مافی الضمیر بیان کرنے اور اپنی رائے قائم کرنے کی صلاحیتوں میں بھی تنوع رکھا ہے۔ قرآن مجید میں مشورہ کا طریق اختیار کرنے کی جو ترغیب دی گئی ہے[۲] اور اسے مسلم معاشرے کی ایک خصوصیت کے طور پہ ذکر کیا گیا ہے،[۳] اس کا تعلق بھی فکر ونظر کے اختلاف سے ہے۔ اختلافِ آراء انسان کی اجتماعی زندگی کو تہذیبی وسعت وارتقاء دینے کے ساتھ انفرادی معاملات کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لانے میں بھی ممد ومعاون ہوتا ہے۔

لفظ اختلاف کا مادہ 'خ۔ل۔ف' ہے۔ ابنِ فارس نے اس کے تین معانی ذکر کیے ہیں:

۱۔ ایک چیز کا دوسری کے بعد آنا اور اس کے قائم مقام ہونا۔

۲۔ قُدام (آگے، سامنے) کی نقیض اور متضاد۔

۳۔ تغیر[۴]

اس مادہ سے ''اختلاف'' بابِ افتعال سے مصدر ہے۔ باب افتعال کی خاصیت ماخذ بنانا یا ماخذ تک پہنچنا ہے۔ فیروز آبادی اختلاف کے معنیٰ میں رقم طراز ہیں:

''واختلف ضد اتفق، اختلاف الوحوش مقبلة مدبرة''[۵]

''اختلاف، اتفاق کی ضد ہے، جانوروں کا ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلنا اختلاف کہلاتا ہے۔''

درج بالا معانی واضح کرتے ہیں کہ اختلاف کا مفہوم ناموافقت اور فرق وتفاوت ہے۔ امام راغب اصفہانیؒ کے مطابق اختلاف کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے:

''الاختلاف والمخالفة ان یاخذ کل واحد طریقا غیر طریق الآخر فی حاله او قوله''[۶]

''ہر ایک کا اپنی حالت یا اپنے قول میں دوسرے سے جدا راستہ اختیار کرنے کو اختلاف اور مخالفت کہا جاتا ہے۔''

یعنی کسی نزاع یا شقاق کو نہیں بلکہ لوگوں کے مابین ایک دوسرے سے الگ رائے اور جدا حالت اختیار کرنے کو اختلاف کہا جاتا ہے۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ولما کان الاختلاف بین الناس فی القول قد یقتضی التنازع، استُعیر ذٰلك للمنازعة والمجادلة''[۷]

''جب لوگوں کا کسی قول میں باہم اختلاف عموماً جھگڑے کا سبب بنتا ہے تو اس وقت
اسے بطور استعارہ نزاع اور جدال کے معنیٰ میں استعمال کیا جاتا ہے۔''

درج بالا تعریفات پر غور کرنے سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اصل لغت کے اعتبار سے اختلاف کے معنیٰ میں تنازع یا مجادلہ نہیں پایا جاتا۔ اگر اختلاف کو کبھی جدال و شقاق کے معنیٰ میں استعمال بھی کیا جاتا ہے تو وہ بطور استعارہ کیا جاتا ہے، اپنے اصل معنیٰ کے اعتبار سے نہیں۔ اختلاف اور ضد کے مابین فرق کو واضح کرتے ہوئے امام راغب کا کہنا ہے کہ اختلاف، ضد سے زیادہ عام ہے، کیوں کہ ہر دو ضدیں مختلف ہوتی ہیں لیکن دو مختلف چیزوں کا ایک دوسری کی ضد ہونا ضروری نہیں۔(۸) اس کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ مثلاً رنگوں میں سفید اور سیاہ ایک دوسرے کی ضد بھی ہیں اور باہم مختلف بھی ہیں، جب کہ سرخ اور سبز باہم مختلف تو ہیں لیکن ایک دوسرے کی ضد نہیں ہیں۔

اسلام ہر دور میں ہر طبقۂ انسانی کے لیے پوری طرح قابلِ عمل نظامِ زندگی ہے جو قدم قدم پر انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو دوسرے سے مختلف لیاقت و قابلیت اور فہم و فراست عطا فرمائی ہے اس لیے لوگوں کے اندازِ فکر اور نظریات و افکار وغیرہ بہت سی چیزوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کے اساسی ارکان و قواعد پر کلی اتفاق رکھتے ہوئے ان کی تعبیر و تشریح میں سنجیدہ اختلاف اور ان کی مختلف جہات پر غور و فکر کرنے کی اسلام کشادہ دلی سے اجازت دیتا ہے۔ حدود اور آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے ثانوی و فروعی امور میں بہتر اور افضل کی تلاش میں اختلافِ رائے کا ہونا اُمت کے لیے مفید اور سہولت کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے اسلام کی صورت میں ایک ضابطہء حیات نازل کرتے وقت نہ صرف اس اختلاف کی رعایت کی ہے بلکہ اسے محمود و مسعود قرار دیا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے درست اجتہاد پر دوہرے اجر کی نوید سنانے کے ساتھ غلطی کی صورت میں بھی اکہرے اجر و ثواب کا مستحق گردانا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اِذا حکَم الحاکِمُ فاجتهد ثُمّ اصاب فلهٗ اجرَان واِذا حکَم فاجتهَد ثُمّ اَخطأَ فلهٗ أجر''(۹)

''جب حاکم کسی بات کا فیصلہ کرنے میں اجتہاد سے کام لے اور درست اجتہاد کرے تو اس کے لیے دوگنا اجر ہے، اور اگر فیصلہ کرنے میں اجتہاد کرے اور غلط اجتہاد کر بیٹھے تو اسے ایک ثواب ملے گا۔''

فہم و لیاقت اور فراست کے اختلاف کے علاوہ انسانی زندگی کا ہر دور میں تغیر پذیر رہنا بھی احکام کی توجیہات میں اختلاف کا باعث بنتا ہے۔ اس بات کا تجزیہ کرتے ہوئے معروف سعودی مصنف اور ریاض کی جامعۃ الامام محمد بن سعود کے سابقہ چانسلر ڈاکٹر عبداللہ عبدالمحسن الترکی نے لکھا ہے کہ حیاتِ

انسانی کے وہ حوادث جن میں تغیر رونما نہیں ہوتا، شریعتِ اسلامیہ نے ان کی تفصیل وتوضیح کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اسی لیے ان میں بہت کم اختلاف پایا جاتا ہے، مثلاً عقائد وعبادات کے علاوہ مواریث اور نکاح ووفات کے احکام جن کو احوالِ شخصیہ کہا جاتا ہے۔ اس کے بخلاف وہ امور جو تغیر پذیر ہیں، ان کے بارے میں شریعت نے ایسے قواعدِ عامہ وضع کر دیے ہیں جن سے تمام حوادث وواقعات کے احکام مستنبط کیے جا سکتے ہیں۔ مجتہدین عظام کا کارنامہ یہی ہے کہ انہوں نے واقعات کو نصوص پر منطبق کیا اور ان سے احکام کا استنباط کیا پھر اجتہاد بھی ایسی چیز نہیں کہ ہر کس وناکس اس کا اہل ہو، بلکہ اس کی کچھ حدود وقیود اور شرائط ہیں۔ علاوہ ازیں ارکانِ دین اور قواعدِ ملت میں علمائے امت کے مابین کبھی اختلاف پیدا نہیں ہوا۔ اختلاف جب بھی رونما ہوا فروعاتِ دین میں ہوا۔ جب صورتِ حال یہ ہے تو علمائے مجتہدین بھی آخر انسان ہی تھے، ان سے نتیجہ اخذ کرنے، استنباطِ مسائل اور نظر وفکر میں اختلاف کا رونما ہونا کچھ محل حیرت بھی نہیں ہونا چاہیے، خصوصاً اس لیے کہ نصوصِ نازلہ کے احوال کی معرفت اور دینی علوم کے فہم وادراک میں سب علماء کا درجہ یکساں نہیں ہوتا۔ اسی لیے استنباطِ مسائل میں ان کے ہاں اختلاف کا جنم لینا نہ تو محل استعجاب ہے اور نہ ہی اس سے شریعتِ اسلامیہ کا ہدفِ طعن بننا لازم آتا ہے۔[١٠]

علماء نے اختلاف کی اقسام میں جتنا کلام کیا ہے اس کی روشنی میں اختلاف کو دو اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

١۔ اختلافِ محمود

٢۔ اختلافِ مذموم

اختلافِ محمود وہ اختلاف ہے جس کی بنیاد نکتۂ نظر اور زاویۂ نگاہ کا اختلاف ہوتا ہے۔ یہ تنوع کا اختلاف ہوتا ہے اور اس کی بنیاد میں کوئی واضح اور ٹھوس دلیل ہوتی ہے۔ اس میں نفسانیت کا کوئی حصہ یا غایہ نہیں ہوتا۔ اس کو فکری اختلاف یا اعتباری اختلاف بھی کہا جا سکتا ہے۔ فروعی مسائل کا اختلاف اسی قسم سے تعلق رکھتا ہے۔ علوم ومعارف مثلاً علمِ کلام، منطق، فلسفہ اور تصوف وغیرہ علوم میں پائے جانے والے تعبیر وآراء کے اختلافات بھی اسی قبیل سے ہیں۔ ان اختلافات کو اس نظر سے دیکھا جانا ضروری ہے کہ یہ محمود اور شریعت میں مطلوب اختلاف ہے، ورنہ جس شریعت کا بھیجنے والا ایک اللہ ہے، اس میں اختلافات کے پائے جانے سے کسی غیر مسلم کا بدظن ہونا اور اس پر اعتراض کرنے کا جواز اس کے ہاتھ آنا ایک فطری امر ہے۔

جاری ہے۔۔۔